از عدالتِ عظمیٰ

اکھلیش حجام

بنام

دی سٹیٹ آف بہار

تاریخ فیصلہ: اپریل 28,1995

[جی۔ این۔ رے اور فیزان اددین، جسٹس صاحبان۔]

تعزیرات ہند 1860 / ایویڈنس ایکٹ 1872:

دفعہ 303- واقعاتی شواہد-ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے قتل کا الزام-انکشافی بیان دینے والا ملزم-اس کے نتیجے میں ہتھیار کی بازیابی-واقعاتی شواہد اتنا مکمل ہونا چاہیے کہ ملزم کی بے گناہی سے مطابقت رکھنے والے نتیجے کے لیے کوئی معقول بنیاد نہ چھوڑے-ملزم کو قرائنی شہادت پر نچلی عدالتوں نے مجرم قرار دیا-ملزم کو شک کا فائدہ دیا جاتا ہے اور اثباتِ جُرم کو الگ کر دیا جاتا ہے۔

اپیل کنندہ پر اس کی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے قتلِ عمد کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ استغاثہ کے مطابق، اپیل کنندہ قتل کا ارتکاب کرنے کے بعد قریبی گاؤں کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پکڑا گیا اور گھر لایا گیا۔ اپیل کنندہ کے طبی معائنے سے ثابت ہوا کہ نشے کی کوئی علامت نہیں تھی۔ مقدمے کی سماعت میں، استغاثہ نے اپیل کنندہ کے افشاء کردہ بیان پر انحصار کیا، جس میں ایک لوہے کے زاویے کو چھپانے کے حوالے سے کہا گیا تھا کہ اسے چار قتل کے ارتکاب میں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ اگرچہ استغاثہ نے 12 گواہوں سے پوچھ گچھ کی لیکن ان میں سے کسی نے بھی استغاثہ کے مقدمے کی حمایت نہیں کی۔ تاہم، درج کردہ قرائنی شہادت پر بھروسہ کرتے ہوئے، ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندہ کے خلاف جرم کا نتیجہ ریکارڈ کیا اور اسے دفعہ 302 تعزیرات ہند کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی۔ عدالت عالیہ نے اثباتِ جُرم اور سزا کی تصدیق کی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اس عدالت کے سامنے اس اپیل میں، یہ دلیل دی گئی تھی کہ استغاثہ نے نشے کا نظریہ پیش کیا تھا جسے طبی معائنے نے خارج کر دیا تھا؛ کہ اپیل کنندہ گاؤں میں بہت زیادہ موجود تھا لیکن استغاثہ نے یہ ظاہر کرنے کی بے سود کوشش کی تھی کہ وہ فرار ہو گیا ہے جبکہ حقیقت میں اسے گاؤں میں ہی گرفتار کیا گیا تھا؛ کہ انکشاف بیان اور اس کے نتیجے میں خون کے داغ والے لوہے کے زاویے کو ضبط کرنا انحصار کے لائق نہیں تھا اور اگر اسے قبول کر لیا گیا تو بھی، اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم اس کی بنیاد پر نہیں ہو سکتی تھی؛ اور یہ کہ کوئی چشم دید گواہ نہیں تھا، اور مقصد کے کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں قرائنی شہادت نے سلسلہ مکمل نہیں کیا تا کہ یہ واحد نتیجہ اخذ کیا جا سکے کہ اپیل کنندہ اور کوئی اور اس کی ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کا قاتل نہیں تھا۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

قرار دیا گیا کہ: 1. قرائنی شہادت پر کسی شخص کو مجرم قرار دینے کے لیے درکار ثبوت کا معیار اب اس عدالت کے فیصلوں کے سلسلے سے اچھی طرح طے ہو گیا ہے۔ اس عدالت کے بیان کردہ معیار کے مطابق مقدمے کی حمایت میں استغاثہ کی طرف سے انحصار کیے جانے والے حالات نہ صرف مکمل طور پر قائم ہونے چاہئیں بلکہ ان حالات کی طرف سے پیش کردہ شواہد کا سلسلہ اتنا مکمل ہونا چاہیے کہ ملزم کی بے گناہی سے مطابقت رکھنے والے نتیجے کے لیے کوئی معقول بنیاد نہ چھوڑے۔ جن حالات سے ملزم کے جرم کا نتیجہ اخذ کیا جانا ہے، وہ فیصلہ کن نوعیت کے ہونے چاہئیں اور صرف ملزم کے جرم کے مفروضے سے مطابقت رکھتے ہوں اور اس کی وضاحت کسی اور مفروضے سے نہیں کی جا سکتی، سوائے ملزم کے جرم کے اور جب تمام حالات کو مجموعی طور پر اکٹھا کیا جائے تو یہ واحد ناقابل تلافی نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف ملزم ہی جرم کا مرتکب ہے۔

2. استغاثہ کے شواہد پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ممکنہ طور پر چاروں قتل دوپہر 2 بجے سے پہلے ہوئے تھے کیونکہ چاروں متاثرین کی لاشیں دشمن گواہ گواہ استغاثہ 4 نے دوپہر تقریباً 2 بجے دیکھی تھیں۔ طبی شواہد کے مطابق موت پوسٹ مارٹم کے وقت سے 24 گھنٹے سے پہلے ہوئی تھی۔ یہ سچ ہے کہ گواہ استغاثہ 2، گواہ استغاثہ 4 اور گواہ استغاثہ 5 کا ثبوت ہے کہ متاثرین صبح 7 بج کر 30 منٹ پر زندہ تھے لیکن استغاثہ کے گواہوں نے انہیں کب تک زندہ دیکھا اس کا کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے۔ لیکن ایک بات یقینی طور پر واضح ہے کہ قتل دوپہر 2 بجے سے کچھ پہلے ہوئے تھے۔ استغاثہ کے شواہد سے یہ بھی واضح نہیں ہے کہ اپیل کنندہ صبح 7 بجے سے دوپہر 2 بجے تک متاثرین کے ساتھ گھر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں رہا جس دوران قتل کیے گئے تھے۔ اس کے برعکس گواہ استغاثہ 4 نے واضح طور پر کہا کہ جب اس نے جائے وقوع کا دورہ کیا تو اپیل کنندہ وہاں نظر نہیں آیا۔ مانا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ کا اپنی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے خوفناک جرم کا ارتکاب کرنے کا کوئی مقصد نہیں تھا اور صرف اس وجہ سے کہ خاندان کی گاؤں میں کسی سے دشمنی نہیں تھی یا کہ مذکورہ مدت کے دوران گھر میں کسی چوری یا بدکاری کا کوئی خطرہ نہیں تھا، اس سے یہ واحد نتیجہ نہیں نکلے گا کہ اپیل کنندہ کے علاوہ کوئی اور قتل نہیں کر سکتا تھا، اس بات کے کوئی مثبت ثبوت نہ ہونے کی صورت میں کہ اپیل کنندہ واقعے کی تاریخ کو صبح 7 بج کر 30 منٹ سے دوپہر 2 بجے تک مسلسل متاثرین کے ساتھ گھر میں رہا۔ ایسا ہونے کی وجہ سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غیر محفوظ اور غیر معقول ہو گا کہ صرف اپیل کنندہ ہی جرم کا مرتکب ہے۔

3. شواہد سے یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ واقعہ کے بعد اپیل کنندہ فرار ہو گیا تھا۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندہ گاؤں میں ہی پایا گیا تھا جہاں سے اسے کچھ گواہ گھر لے گئے اور پولیس کے آنے تک گھر کے دروازے پر حراست میں رکھا گیا۔ اگر حقیقت میں اپیل کنندہ کا اپنی گرفتاری سے بچنے کے لیے جائے وقوع سے یا گاؤں سے ہی غائب ہونے کا کوئی ارادہ تھا تو اسے گاؤں چھوڑ کر کسی نامعلوم جگہ جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکی لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل کنندہ گاؤں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ ریکارڈ پر موجود شواہد سے جو کچھ سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ گھر میں نہیں ملا تھا بلکہ گاؤں میں گھومتا ہوا پایا گیا تھا جس کی ایک سے زیادہ وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اس امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپیل کنندہ کی عدم موجودگی میں کسی نے خوفناک قتل کا ارتکاب کیا اور جب اپیل کنندہ گھر میں داخل ہوا اور اسے اپنے قریبی اور عزیز کی لاشیں ملیں تو وہ گونگا ہو گیا اور عارضی طور پر اپنے دماغ کا توازن کھو بیٹھا جیسا کہ استغاثہ کے شواہد سے واضح ہے۔

4. یہ قبول کرنا مشکل ہے کہ لوہے کے فرشتہ کی ضبطی اپیل گزار کے افشاء کردہ بیان کی بنیاد پر تھی۔ اگر لوہے کا زاویے کو چھپی ہوئی جگہ سے بھی بازیافت کیا جاتا تو بھی صرف بازیابی کے حالات کی بنیاد پر، مصلیات داں کی انسانی خون کی موجودگی کے بارے میں کسی رپورٹ کی عدم موجودگی میں اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ اس طرح، قرائنی شہادت حتمی طور پر واحد ناقابل تلافی نتیجے کی طرف نہیں لے جاتے ہیں کہ اپیل کنندہ جرم کا مجرم تھا اور کوئی اور نہیں۔ استغاثہ کا مقدمہ شک کے دائرے سے باہر نہیں جاتا، جس کا فائدہ اپیل کنندہ کو دیا جانا چاہیے۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

5. استغاثہ کی طرف سے پیش کردہ شواہد کی بنیاد سے یہ اچھی طرح سے دیکھا جا سکتا ہے کہ گواہوں کی جانب سے جان بوجھ کر اپیل گزار کی حمایت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گواہوں نے سچائی سامنے نہیں لائی اور انصاف کے راستے کو موڑنے کے لیے مادی حقائق کو دبانے کی کوشش کی جس کی وجوہات انہیں سب سے زیادہ معلوم ہیں۔ استغاثہ کے شواہد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام امکانات میں اپیل کنندہ مجرم ہو سکتا ہے لیکن قانونی شواہد کی عدم موجودگی میں کسی شخص کو مجرم قرار دینے کے لیے امکانات اور اخلاقی سزاؤں کی کوئی جگہ یا کردار نہیں ہے۔ "ہو سکتا ہے" اور "ہونا چاہیے" کے بیان محاورہ کے درمیان ایک طویل فاصلہ طے کرنا ہے۔ جذباتی خیالات چاہے کتنے ہی مضبوط ہوں، لیکن وہ ثبوت کی جگہ نہیں لے سکتے۔ یہ واقعی بدقسمتی کی بات ہے کہ چار بے گناہ افراد اپنی جانیں گنوا بیٹھے اور مجرم جو بھی ہو اسے سزا نہیں ملتی۔ لیکن یہ اس سے بھی بدتر ہو گا اگر کسی بے گناہ شخص کو محض مضبوط اور سنگین شکوک و شبہات کی بنیاد پر اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور اس لیے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو اسے شک کا فائدہ دے کر الگ کر دیا جائے۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ: فوجداری اپیل نمبر 540، سال 1987۔

فوجداری اپیل نمبر 630، سال 1982 میں پٹنہ عدالت عالیہ کے 2.7.86 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے کے آر ناگراج۔

مدعاعلیہ کے لیے پرمود سوروپ۔

عدالت کا فیصلہ فیضان الدین، جسٹس نے سنایا۔

فیضان الدین، جسٹس 1۔ اس اپیل میں اپیل کنندہ اکھلیش حجام نے سیشن جج، روہتاس، سسرام کے ذریعے سیشن ٹرائل نمبر 1981/30 میں درج تعزیرات ہند کی دفعہ 302 کے تحت اپنی اثباتِ جُرم کو چیلنج کیا ہے جس کے لیے اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔ مذکورہ اثباتِ جُرم اور سزا کی پٹنہ عدالت عالیہ نے فوجداری اپیل نمبر 1982/630 میں توثیق کی ہے جس کا فیصلہ 30.9.1982 پر کیا گیا ہے۔

2. اس اپیل کی طرف لے جانے والے متعلقہ حقائق یہ ہیں کہ رات تقریباً 4 بجے جب دیہل آباد گاؤں کا چوکیدار سومارو دسدھ دیہہ دیہل آباد کے مشرق کی طرف جا رہا تھا اور ایک کیدار، گولڈ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اسمتھ کے گھر کے قریب پہنچا تھا، تو اسے راجہ سنگھ نامی شخص نے بتایا کہ اپیل کنندہ اپنی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے قتلِ عمد کا ارتکاب کرنے کے بعد فرار ہو گیا ہے۔ یہ اطلاع ملنے پر چوکیدار، سومارو اپیل کنندہ کے گھر گیا جہاں کچھ لوگ جمع بھی ہوئے تھے۔ چوکیدار ایک رام دیو کے ساتھ گھر میں گیا اور اسے حیرت ہوئی کہ اپیل کنندہ کی ماں کی لاش گھر کے صحن میں خون کے تالاب میں چارے پر پڑی تھی، جس کے ہاتھ پر چوٹ تھی۔ ورندا کے مغربی جانب جسے باورچی خانے کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا، اس نے اپیل کنندہ کی بیوی اور بہن کی لاشیں خون سے لدی ہوئی پائی جن کے سروں پر زخم تھے۔ اپیل کنندہ کی بیٹی بھی زخمی حالت میں پڑی تھی لیکن جب وہ زندہ تھی تو اسے علاج کے لیے ہسپتال لے جایا گیا لیکن بعد میں وہ بھی دم توڑ گئی۔ چوکیدار سومارو نے اپنے بھائی نارائن دسدھ کو موقع پر چھوڑ دیا اور لاشوں پر نظر رکھنے کے لیے گاؤں ناگڈیہ کے حنیف چوکیدار کو بھی بلایا اور اس کے بعد وہ پولیس اسٹیشن روہتاس چلا گیا جہاں اس نے شام 6 بجے ابتدائی اطلائی رپورٹ درج کرتے ہوئے کہا کہ اسے معلوم ہوا ہے کہ اپیل کنندہ اکھلیش نے متاثرین پر لوہے کے زاویے سے حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا ہے۔ استغاثہ کے مطابق اپیل کنندہ قتل کا ارتکاب کرنے کے بعد گاؤں ٹمبا کی طرف بھاگ گیا اور ٹمبا ریلوے اسٹیشن کے قریب پکڑا گیا اور اسے گھر واپس لایا گیا۔

3. پولیس کے اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے جائے وقوع کا دورہ کیا اور اپیل کنندہ کو اس گھر کے دروازے پر پایا جہاں اسے اس کے والد اور کچھ دیہاتیوں نے رکھا ہوا تھا۔ سب انسپکٹر نے اپیل کنندہ کے رویے اور ظاہری شکل سے یہ تاثر لیا کہ وہ کسی نشہ آور چیز کے زیر اثر ہے اور اس لیے اپیل کنندہ کو گرفتار کرنے کے بعد اسے طبی معائنے کے لیے اکبر پور ہسپتال بھیج دیا۔ درخواست گزار کا معائنہ کرنے والے ڈاکٹر نے اپنی رپورٹ، نمائش 7 میں اشارہ کیا کہ زہر کی کوئی علامت نہیں تھی اور اپیل کنندہ معمول کی ذہنی حالت میں تھا۔

4. پولیس کے سب انسپکٹر کی پوچھ گچھ پر کہا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ نے لوہے کے زاویے کو چھپانے کے حوالے سے انکشاف بیان دیا ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے چار قتل کرنے میں ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ استغاثہ کے مطابق خون سے داغدار مذکورہ لوہے کا زاویہ برآمد کیا گیا اور اپیل گزار کے کہنے پر گھر کے ایک کمرے میں ایندھن کے مقاصد کے لیے ذخیرہ شدہ لکڑی کے ڈھیر کے نیچے سے ضبط کیا گیا۔ اسسٹنٹ سب انسپکٹر آف پولیس نے مقامی معائنہ کیا اور لاشوں کے حوالے سے تفتیش رپورٹیں تیار کیں، خون آلود مٹی کو ضبط کیا اور جائے وقوع کا خاکہ تیار کیا۔ لاشوں کا پوسٹ مارٹم کیا گیا اور رپورٹ موصول ہوئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

5. اپیل کنندہ کو تعزیرات ہند کی دفعہ 303 کے تحت مقدمے کی سماعت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اپیل کنندہ نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور مقدمے کی سماعت کی استدعا کی۔ استغاثہ نے 12 گواہوں سے پوچھ گچھ کی لیکن انہوں نے استغاثہ کے مقدمے کی حمایت نہیں کی۔ تاہم، قرائنی شہادت پر انحصار کرتے ہوئے ٹرائل کورٹ نے اپیل کنندہ کے خلاف جرم کا نتیجہ ریکارڈ کیا اور اس وجہ سے، اپیل کنندہ کو دفعہ 303 تعزیرات ہند کے تحت مجرم قرار دیا اور اسے عمر قید کی سزا سنائی۔ عدالت عالیہ نے بھی فاضل ٹرائل جج کے اظہار کردہ نقطہ نظر کی حمایت کی اور اس لیے اثباتِ جُرم اور سزا کی توثیق کی۔

6. اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل نے دعوی کیا کہ استغاثہ نے کچھ شواہد پیش کرنے کی کوشش کی تاکہ یہ ظاہر کیا جاسکے کہ اپیل کنندہ نشے میں تھا اور اس نے ایسا دکھاوا کیا جیسے وہ جرم سے بچنے کے لیے فاترالعقل کا شخص بن گیا ہو اور اسے سزا سنائی جاسکتی ہے جو طبی رپورٹ، نمائش پی 7 کے ذریعے غلط ثابت کی گئی ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زہر کی کوئی علامت نہیں تھی اور اپیل کنندہ عام ذہنی حالت میں پایا گیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اپیل کنندہ گاؤں میں بہت زیادہ موجود تھا لیکن استغاثہ نے یہ ظاہر کرنے کی بے سود کوشش کی ہے کہ وہ فرار ہو گیا تھا جبکہ حقیقت میں اسے گاؤں میں ہی گرفتار کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے مزید پیش کیا کہ انکشاف کے بیان اور خون کے داغ والے لوہے کے زاویے کو ضبط کرنے کے حوالے سے ثبوت انحصار کے لائق نہیں ہیں اور اگر یہ قبول کر لیا جائے تو بھی اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم لوہے کے زاویے کی بازیابی کے واحد حالات پر مبنی نہیں ہو سکتی۔ یہ پیش کیا گیا کہ واقعے کا کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے اور محرک کے کسی ثبوت کی عدم موجودگی میں قرائنی شہادت سلسلہ کو مکمل نہیں کرتے ہیں تاکہ صرف اس نتیجے پر پہنچا جاسکے کہ اپیل کنندہ اور کوئی اور اس کی ماں، بیوی، بہن اور بیٹی کا قاتل نہیں تھا۔

7. موجودہ معاملے میں تسلیم شدہ طور پر، واقعے کا کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے اور اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم صرف قرائنی شہادت پر منحصر ہے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرائنی شہادت پر کسی شخص کو مجرم قرار دینے کے لیے درکار ثبوت کا معیار اب اس عدالت کے فیصلوں کے سلسلے سے اچھی طرح طے ہو گیا ہے۔ اس عدالت کے بیان کردہ معیار کے مطابق مقدمے کی حمایت میں استغاثہ کے ذریعے انحصار کیے گئے حالات نہ صرف مکمل طور پر قائم ہونے چاہئیں بلکہ ان حالات کے ذریعے پیش کردہ شواہد کا سلسلہ اتنا مکمل ہونا چاہیے کہ ملزم کی بے گناہی سے مطابقت رکھنے والے نتیجے کے لیے کوئی معقول بنیاد نہ چھوڑے۔ جن حالات سے ملزم کے جرم کا نتیجہ اخذ کیا جانا ہے، وہ فیصلہ کن نوعیت کے ہونے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

چاہئیں اور صرف ملزم کے جرم کے مفروضے سے مطابقت رکھتے ہوں اور اس کی وضاحت کسی اور مفروضے سے نہیں کی جاسکتی، سوائے ملزم کے جرم کے اور جب تمام حالات کو مجموعی طور پر اکٹھا کیا جائے تو یہ واحد ناقابل تلافی نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف ملزم ہی جرم کا مرتکب ہے۔ موجودہ معاملے میں ٹرائل کورٹ کے ساتھ ساتھ عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو ان حالات کی بنیاد پر قائم کیا جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ اپیل کنندہ کے خلاف قائم ہیں اور وہ ذیل میں بیان کیے گئے ہیں:

(1) تمام چار متوفی افراد صبح 7:30 بجے 10.10.1979 پر زندہ تھے جب اپیل کنندہ کے والد، گواہ استغاثہ 5، اجور کے لیے گھر سے نکلے تھے۔

(2) چاروں متاثرین کو دوپہر دو بجے کے قریب اس گھر میں قتل کیا گیا تھا جس میں اپیل کنندہ اپنے والد اور متاثرین کے ساتھ رہتا تھا۔

(3) شام 7 بجے سے 4 بجے تک کے عرصے کے درمیان گھر میں چوری یا ڈکیتی کا کوئی الارم نہیں تھا اور ان کی کسی بھی ایسے شخص سے دشمنی نہیں تھی جو حکم دیتا ہو لیکن اس بات کا امکان تھا کہ کسی اور شخص کے ذریعے قتلِ عمد کیا جائے۔

(4) ملزم قتلِ عمد کے فوراً بعد اپنے گھر سے مفرور پایا گیا جسے بعد میں گاؤں سے باہر پکڑا گیا اور تقریباً 4 بجے گھر کے دروازے پر لایا گیا۔

(5) جب درخواست گزار اپنے والد اور دیگر گواہوں کے ساتھ تھا تو اسسٹنٹ سب انسپکٹر آف پولیس وہاں پہنچا اور اپیل گزار کو ایسے دیکھا جیسے وہ کسی نشے کے نشے میں ہو۔

(6) اگرچہ اس کی بیوی اور بیٹی سمیت اس کے خاندان کے چار افراد کو قتل کر دیا گیا تھا لیکن اپیل کنندہ ان سے ملنے نہیں گیا اور اپنے گھر سے باہر ہی رہا۔

(7) اپیل کنندہ کے افشاء کردہ بیان پر خون سے داغدار لوہے کا زاویہ برآمد کیا گیا اور اپیل کنندہ کے کہنے پر گھر کے کمرے سے اس میں ذخیرہ شدہ ایندھن کی لکڑی کے نیچے چھپا ہوا ضبط کیا گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

8. غور و فکر کے لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مذکورہ بالا حالات تمام معقول شکوک و شبہات سے بالاتر ثابت ہوتے ہیں اور اگر ایسا ہے تو کیا وہ اتنی مکمل زنجیر فراہم کرتے ہیں کہ اپیل کنندہ کی بے گناہی سے مطابقت رکھنے والے نتیجے کے لیے کوئی معقول بنیاد نہ چھوڑیں۔ دوسرے لفظوں میں، آیا وہ حالات جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ثابت شدہ نوعیت کے ہیں اور صرف اپیل کنندہ کے جرم کے مفروضے سے مطابقت رکھتے ہیں اور وہ کسی اور مفروضے کے ذریعے سمجھائے جانے کے قابل نہیں ہیں، سوائے اپیل کنندہ کے جرم کے جسے اگر مجموعی طور پر مل کر لیا جائے تو یہ واحد ناقابل تلافی نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ صرف اپیل کنندہ ہی جرم کا مجرم ہے۔

9. استغاثہ کے شواہد کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ چاروں قتل دوپہر دو بجے سے پہلے ہوئے کیونکہ چاروں مقتولین کی لاشیں استغاثہ کے گواہ 4 نے دوپہر 2 بجے کے قریب دیکھی تھیں۔ طبی افسر کے طبی ثبوت کے مطابق، گواہ استغاثہ 11 جس نے شام 4 بج کر 40 منٹ کے بعد سے 11.10.1979 پر لاشوں کا پوسٹ مارٹم کیا اس نے گواہی دی کہ موت اس وقت سے 24 گھنٹے پہلے ہوئی تھی جب اس نے پوسٹ مارٹم کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ گواہ استغاثہ 2، گواہ استغاثہ 4 اور گواہ استغاثہ 5 استغاثہ کے اس اثر کے ثبوت موجود ہیں کہ متاثرین صبح 7:30 بجے زندہ تھے لیکن اس بات کا کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے کہ استغاثہ کے گواہوں نے انہیں کب تک زندہ دیکھا تھا۔ لیکن ایک بات یقینی طور پر واضح ہے کہ قتل کبھی کبھی دوپہر 2 بجے سے پہلے ہوئے تھے۔ استغاثہ کے شواہد سے یہ بھی واضح نہیں ہے کہ اپیل کنندہ صبح 7 بجے سے دوپہر 2 بجے تک متاثرین کے ساتھ گھر میں رہا جس دوران قتل کیے گئے تھے۔ اس کے برعکس گواہ استغاثہ 4 نے واضح طور پر کہا کہ جب انہوں نے جائے وقوع کا دورہ کیا تو اکھلیش حجام وہاں نظر نہیں آئے۔ مانا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ کا اپنی ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے خوفناک جرم کا ارتکاب کرنے کا کوئی مقصد نہیں تھا اور صرف اس وجہ سے کہ خاندان کی گاؤں میں کسی سے دشمنی نہیں تھی یا کہ مذکورہ مدت کے دوران گھر میں کسی چوری یا ڈکیتی کا کوئی خطرہ نہیں تھا، اس سے صرف یہ نتیجہ اخذ نہیں ہو گا کہ اپیل کنندہ کے علاوہ کوئی اور قتل نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کوئی مثبت ثبوت نہیں تھا کہ اپیل کنندہ واقعہ کی تاریخ کو صبح 7.30 بجے سے دوپہر 2:00 بجے تک متاثرین کے ساتھ مسلسل گھر میں رہا۔ ایسا ہونے کی وجہ سے، یہ نتیجہ اخذ کرنا غیر محفوظ اور غیر معقول ہو گا کہ صرف اپیل کنندہ ہی جرم کا مرتکب ہے۔

10. یہ ثبوت کہ اپیل کنندہ قتل کے فوراً بعد فرار ہو گیا تھا، بھی متزلزل اور غیر یقینی ہے۔ گواہ استغاثہ 4 کے مطابق اپیل کنندہ گھر میں موجود نہیں تھا لیکن اسے گاؤں ٹمبا اسٹیشن کی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا اور گواہ استغاثہ 2 کے شواہد کے مطابق گاؤں ٹمبا گاؤں دہلاباد سے صرف ایک میل کے فاصلے پر ہے جہاں یہ واقعہ پیش آیا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ دونوں گاؤں ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں۔ اس ثبوت سے یہ: اس بات کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ واقعہ کے بعد اپیل کنندہ فرار ہو گیا تھا۔ شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندہ گاؤں میں ہی پایا گیا تھا جہاں سے کچھ گواہ اسے گھر لے گئے اور پولیس کے آنے تک گھر کے دروازے پر حراست میں رکھا گیا۔ اگر حقیقت میں اپیل کنندہ کا اپنی گرفتاری سے بچنے کے لیے جائے وقوع سے یا گاؤں سے ہی غائب ہونے کا کوئی ارادہ تھا تو اسے گاؤں چھوڑ کر کسی نامعلوم جگہ جانے سے کوئی چیز نہیں روکتی تھی لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ اپیل کنندہ گاؤں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ ریکارڈ پر موجود شواہد کے علاوہ جو کچھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ اپیل کنندہ گھر میں نہیں ملا تھا بلکہ گاؤں میں گھومتا ہوا پایا گیا تھا جس کی ایک سے زیادہ وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اس امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اپیل کنندہ کی عدم موجودگی میں کسی نے خوفناک قتل کا ارتکاب کیا اور جب اپیل کنندہ گھر میں داخل ہوا اور اسے اپنے قریبی اور عزیز کی لاشیں ملیں تو وہ گونگا ہو گیا اور عارضی طور پر اپنے دماغ کا توازن کھو بیٹھا جیسا کہ استغاثہ کے شواہد سے واضح ہے۔ گواہ استغاثہ 4 نے یہ بھی بیان دیا کہ اپیل کنندہ دیورتن سنگھ کے بورنگ کے قریب گر گیا تھا۔ پولیس کے اسسٹنٹ سب انسپکٹر سمیت تقریباً تمام گواہوں نے بیان دیا ہے کہ اپیل کنندہ کسی نشے کے زیر اثر کسی شخص کے رویے کو ظاہر کر رہا تھا اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ہوش کھو چکا ہو۔ یہی وجہ تھی کہ پولیس نے اپیل کنندہ کو اس کی ذہنی حالت کے بارے میں میڈیکل آفیسر کے ذریعے جانچ کے لیے پہلے ہسپتال بھیجا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اپیل کنندہ ذہنی عدم توازن کی وجہ سے چلنے کی حیثیت میں نہیں تھا کیونکہ اسے چارے پر ہسپتال لے جایا گیا تھا۔

11. جہاں تک انکشاف بیان کی بنیاد پر خون کے داغ والے لوہے کے زاویے کے ضبطی کا تعلق ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اپیل کنندہ نے کیا ہے، وہ بھی شک سے پاک نہیں ہے۔ استغاثہ کے مطابق اپیل گزار نے انکشاف بیان دیا کہ اس نے کمرے میں لوہے کے زاویے کو ایندھن کی لکڑی کے نیچے چھپا کر رکھا تھا جسے جرم کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا لیکن گواہ استغاثہ نمبر 6 کے بیان کے مطابق الزام شدہ لوہے کے زاویے کو ظاہر کرنے اور ضبط کرنے کے گواہ کو کمرے میں ایندھن کی لکڑی کے نیچے چھپایا نہیں گیا تھا بلکہ لوہے کا زاویہ برانڈے میں پایا گیا تھا جو ایک کھلی اور قابل رسائی جگہ ہے۔ کھلی اور قابل رسائی جگہ سے اس طرح کی ضبطی کو افشاء بیان کی بنیاد پر شاید ہی وصولی کہا جا سکے۔ اس لیے یہ قبول کرنا مشکل ہے کہ لوہے کے زاویے کو ضبط کرنا اپیل

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کنندہ کے افشاء کردہ بیان کی بنیاد پر تھا۔ یہاں تک کہ اگر لوہے کا زاویے کو کسی پوشیدہ جگہ سے بازیافت کیا جاتا تو بھی صرف بازیابی کے اس حالات کی بنیاد پر، مصلیات داں کی کسی بھی رپورٹ کی عدم موجودگی میں اس پر انسانی خون کی موجودگی کے بارے میں اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کی بنیاد نہیں رکھی جا سکی۔ اس طرح، ہماری سمجھی ہوئی رائے میں، اوپر زیر بحث قرائنی شہادت حتمی طور پر واحد ناقابل تلافی نتیجے کی طرف نہیں لے جاتے ہیں کہ اپیل کنندہ جرم کا مرتکب تھا اور کوئی اور نہیں۔ استغاثہ کا مقدمہ شک کے دائرے سے باہر نہیں جاتا، جس کا فائدہ اپیل کنندہ کو دیا جانا چاہیے۔

12. استغاثہ کی طرف سے پیش کیے گئے شواہد کی بنیاد سے یہ اچھی طرح سے دیکھا جا سکتا ہے کہ گواہوں کی طرف سے اپیل گزار کی حمایت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گواہوں نے سچائی سامنے نہیں لائی اور انصاف کے راستے کو موڑنے کے لیے مادی حقائق کو دبانے کی کوشش کی جو انہیں سب سے زیادہ معلوم ہے۔ استغاثہ کے شواہد کو دیکھنے پر اگرچہ ہمیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام امبذریعے نات میں اپیل کنندہ مجرم ہو سکتا ہے لیکن قانونی شواہد کی عدم موجودگی میں کسی شخص کو مجرم قرار دینے کے لیے امبذریعے نات اور اخلاقی عقائد کی کوئی جگہ یا کوئی کردار نہیں ہے۔ "ہو سکتا ہے" اور "ہونا چاہیے" کے بیان محاورہ کے درمیان ایک طویل فاصلہ طے کرنا ہے۔ تاہم مضبوط جذباتی تحفظات ہو سکتے ہیں، لیکن وہ ثبوت کی جگہ نہیں لے سکتے۔ یہ واقعی بدقسمتی کی بات ہے کہ چار بے گناہ افراد اپنی جانیں گنوا بیٹھے اور مجرم جو بھی ہو اسے سزا نہیں ملتی۔ لیکن یہ اس سے بھی بدتر ہو گا اگر کسی بے گناہ شخص کو محض مضبوط اور سنگین شکوک و شبہات کی بنیاد پر اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور اس لیے اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم کو اسے شک کا فائدہ دے کر الگ کر دیا جائے۔

13. اوپر بیان کردہ وجوہات کی بنا پر اپیل کامیاب ہو جاتی ہے اور اس کی اجازت دی جاتی ہے۔ دفعہ 302 کے تحت اپیل کنندہ کی اثباتِ جُرم اور اس کے تحت اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ اپیل کنندہ کو آزاد کر دیا جائے گا اگر کسی دوسرے جرم میں اس کی ضرورت نہ ہو۔

اپیل منظور کی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.12.12 14:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document